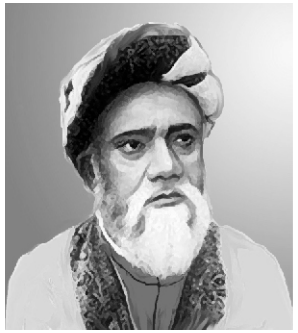

ڈپٹی نذیر احمد

ولادت: ۱۸۳۱ء وفات: ۱۹۱۲ء

شمسُ العُلَماء خان بہادر مولانا نذیر احمد ضلع بجنور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ بعد میں تعلیم کا شوق انھیں دلّی لے آیا۔ یہاں مولوی عبدالخالق کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے۔ دلّی کالج سے ادب، عربی، فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔ انگریزی ذاتی محنت اور کوشش سے پڑھی۔ ملازمت کا آغاز ضلع گجرات (پنجاب) سے مُدرِّس کی حیثیت سے کیا۔ بعد میں ترقّی کر کے انسپکٹر مدارس ہو گئے، پھر تحصیل دار اور بعد ازاں افسرِ بندوبست ہوئے۔ اس کے بعد ریاست حیدر آباد چلے گئے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد دلّی میں آ کر باقی زندگی تَصنِیف وَتالِیف میں بَسَر کی۔ نذیر احمد کو اردو کا پہلا ناول نگار کہا جاتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد نے سات ناول لکھے جن میں ”مِراۃ العَروس، توبۃ النَّصوح، اِبنُ الوقت، بِناتُ النَّعش“ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اصغری نے لڑکیوں کا مکتب بٹھایا

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) نئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کر سکیں۔
(۲) روزمرہ اور محاوروں کا استعمال کر سکیں۔ (۳) مختلف اصنافِ نثر میں امتیاز کر سکیں۔

حکیم صاحب کے چھوٹے بھائی فتح اللہ خاں بہت مدّت تک والیِ اِندَور کی سرکار میں مختارِ کل رہے اور ہزاروں روپے کی اَملاک شہر میں خرید کر لی تھی۔ بڑی شان سے رہتے تھے۔ ڈیوڑھی پر سپاہیوں کا گارد، اندر باہر تیس چالیس آدمی نوکر، گھوڑا، ہاتھی، پالکی، بگھّی سواری کو موجود۔

فتح اللہ خاں کی دو بیٹیاں تھیں، جمال آرا اور حُسن آرا۔ جمال آرا نواب اِسفَندیار خان کے بیٹے سے بیاہی گئی تھیں۔ حُسن آرا کی نسبت نواب جَھجّر کے خاندان میں ہوئی۔ ان لڑکیوں کی خالہ شاہ زمانی بیگم اسی مُحلّے میں رہتی تھیں جس میں اصغری کا مَیکا تھا۔ اس مُحلّے میں تو اصغری کی لیاقت کا شور تھا۔ شاہ زمانی بیگم بھی اصغری کے حال سے خوب واقف تھیں۔ شاہ زمانی بیگم اپنی چھوٹی بہن (حُسن آرا کی ماں) سے ملنے کے لیے آئیں۔ دنیا کا دستور ہے کہ کوئی فرد بشر رنج سے خالی نہیں اگر ہر طرف سے خوشی ہی خوشی ہو تو انسان خُدا کو بھول کر بھی یاد نہ کرے۔ شاہ زمانی کی چھوٹی بہن سلطانہ کو دنیا کے سب عیش مُیسّر تھے، لیکن لڑکیوں کی طرف سے رنجیدہ خاطر رہا کرتی تھیں۔ حُسن آرا کے مزاج کی اُفتاد ایسی بُری پڑی تھی کہ اپنے گھر ہی میں سب سے

بگاڑ تھا۔ نہ ماں کا لحاظ، نہ آپا کا ادب، نہ باپ کا ڈر۔نوکر ہیں کہ آپ نالاں ہیں۔ لونڈیاں ہیں کہ الگ پناہ مانگتی ہیں۔غرض حُسن آرا سارے گھر کو سر پر اٹھائے رہتی تھی۔ شاہ زمانی بیگم کے آنے سے چاہیے تھا کہ بڑی خالہ سمجھ کر حسن آرا گھڑی دو گھڑی کو چُپ ہو کر بیٹھ جاتی، کیا ذکر! شاہ زمانی بیگم کو پالکی سے اترے دیر نہ ہوئی تھی کہ لگا تار دو تین فریادیں آئیں کہ بیگم صاحب دیکھیے چھوٹی صاحب زادی نے میری نئی اوڑھنی لِیر لِیر کر ڈالی۔اب مجھے کون بنا کر دے گا؟ گلاب بلبلا اٹھی کہ ہائے! میرا کان خونا خون ہو گیا۔ باورچی خانے سے ماما نے دُہائی دی، اچھی، خدا کے لیے کوئی ان کو سمجھاتا۔سالن کی پتیلیوں میں مٹّھیاں بھر بھر کر راکھ جھونک رہی ہیں۔

شاہ زمانی بیگم نے آواز دی ''حُسنا! یہاں آؤ۔''

خالہ کی آواز پہچان، بارے حُسن آرا چلی تو آئی لیکن نہ سلام نہ دعا۔ ہاتھوں میں راکھ، پاؤں میں کیچڑ۔اسی حالت میں دوڑ، خالہ سے لپٹ گئی۔ خالہ نے کہا ''حُسنا تم بہت شوخی کرنے لگی ہو۔''

حُسن آرا نے کہا ''اس سُنبُل چڑیل نے فریاد کی ہوگی۔'' یہ کہہ کر خالہ کی گود سے نکل، لپک کر سُنبُل کا سر کھسوٹ لیا۔ بُہتیرا خالہ ''اَیں اَیں'' کرتی رہیں، ایک نہ سُنی۔

شاہ زمانی بیگم اپنی بہن کی طرف مخاطِب ہو کر بولیں: ''بُوا سلطانہ، اس لڑکی کے لیے تو خدا کے واسطے کوئی استانی رکھو۔''

سلطانہ بیگم ''باجی اماں کیا کروں مہینوں سے استانی کی تلاش میں ہوں کہیں نہ ملتی''

شاہ زمانی بیگم: اُوئی بُوا۔تمھاری بھی کہاوت وہی ہے، ''ڈھنڈورا شہر میں، بچہ بَغَل میں''۔خود تمھارے محلّے میں مولوی محمد فاضل کی چھوٹی بَہُو لاکھ استانیوں کی ایک اُستانی ہے۔

سلطانہ: مجھ کو آج تک اطلاع نہیں۔ دیکھو، میں آدمی بھیجتی ہوں۔

یہ کہہ کر اپنے گھر کی داروغہ کو بلایا کہ مانی جی کوئی مولوی صاحب اس محلے میں رہتے ہیں، باجی اماں کہتی ہیں، ان کی چھوٹی بہو بہت پڑھی لکھی ہیں۔ دیکھو اگر استانی گیری کی نوکری کریں تو اُن کو بلا لاؤ۔

مانی جی مولوی صاحب کے گھر آئیں۔ محمد کامل کی ماں سے صاحب سلامت ہوئی۔

مانی جی: تمھاری چھوٹی بہو کہاں ہیں؟

محمد کامل کی ماں: کوٹھے پر ہیں۔

مانی جی: میں اُن کے پاس اُوپر جاؤں گی۔

دیانت النساء: بہو صاحب یہیں آ جائیں گی۔

تمیز دار بَہو کے نیچے اترنے کا وقت آ گیا تھا، کیوں کہ عَصر کی نماز پڑھ کر اصغری نیچے اُتر آتی تھی اور مغرب اور عشا دونوں نمازیں پڑھا کرتی تھی۔ اصغری کو مانی جی نے دیکھا تو باتوں ہی باتوں میں اتنا کہا کہ بیگم صاحب کو اپنی چھوٹی لڑکی کا تعلیم کرانا منظور ہے۔ بڑی بیگم صاحب نے آپ کا ذکر کیا تو بیگم صاحب نے مجھ کو بھیجا۔

اصغری: دونوں بیگم صاحبوں کو میری طرف سے بہت سلام کہنا۔ میرا جی بہت چاہتا ہے کہ بیگم صاحب کی لڑکی کو پڑھاؤں۔ لیکن کیا کروں، نہ تو بیگم صاحب لڑکی کو یہاں بھیجیں گی اور نہ ان کے گھر میرا جانا ہو سکتا ہے۔

مانی جی نے تنخواہ کا تو نام نہ لیا لیکن دبی زبان سے اتنا کہا کہ بیگم صاحب ہر طرح سے خرچ پات کی ذمے داری کرنے کو موجود ہیں۔

اصغری: یہ سب اُن کی مہربانی ہے اُن کی ریاست کو یہی بات زیبا ہے لیکن اُن کے زیرِ سایہ ہم غریب بھی پڑے ہیں تو خدا ننگا بھوکا نہیں رکھتا۔ بِن داموں کے لونڈی بن کر خدمت کرنے کو تو میں حاضر ہوں اور اگر تنخواہ دار استانی درکار ہو تو شہر میں بہت ملیں گی۔

اصغری کی گفتگو سن کر مانی لٹّو ہو گئی۔ ہر چند کہ نوابی کارخانے دیکھے ہوئے تھے مگر اصغری کی شُستہ تقریر سُن کر دَنگ ہو گئی اور معذرت کی کہ بی مجھ کو معاف کرنا۔

غرض مانی جی رخصت ہوئیں اور وہاں جا کر کہا: ''بیگم صاحب، استانی تو واقعی میں لاکھ استانیوں کی ایک استانی ہے، جس کی صورت دیکھنے سے آدمی بن جائے۔ پاس بیٹھنے سے انسانیت سیکھے۔ سایہ پڑ جانے سے سلیقہ سیکھے۔ ہوا لگ جانے سے ادب پکڑے۔ لیکن نوکری کرنے والی نہیں۔ تحصیل دار کی بیٹی ہے۔ رئیسِ لاہور کے مختار کی بہو۔ گھر میں ماما نوکر ہے۔ دالان میں چاندنی بچھی ہے۔ سوزنی گاؤ تکیہ لگا ہے۔ اچھی خوش گزران زندگی بھلا اُن کو نوکری کی کیا پروا ہے۔

شاہ زمانی بولیں: ''سچ ہے بُوا سلطانہ، تم نے مانی جی کو بھیجا تو تھا لیکن مجھ کو یقین نہ تھا کہ وہ نوکری کریں گی۔''

مانی جی: لیکن وہ تو ایسی آدمی ہیں کہ مفت پڑھانے کو خوشی سے راضی ہیں۔

سلطانہ نے پوچھا: ''کیا یہاں آ کر؟''

مانی جی: بھلا بیگم صاحب، جو نوکری کی پروا نہیں کرتا، وہ یہاں کیوں آنے لگا؟

سلطانہ: کیا پھر لڑکی وہاں جایا کرے گی؟

شاہ زمانی: اس میں قَباحت کی کیا بات ہے؟

سلطانہ: خیر حُسن آرا وہیں چلی جایا کرے گی۔

اگلے دن شاہ زمانی بیگم اور سلطانہ بیگم دونوں بہنیں حُسن آرا کو لے کر اصغری کے گھر آئیں۔ دونوں بہنوں نے اصغری سے کہا کہ مہربانی کر کے اس کو دل سے پڑھا دیجیے۔

اصغری: اوّل تو خود مجھ کو کیا آتا ہے، مگر جو چار حرف بزرگوں کی عنایت سے آتے ہیں، اِن شاءاللہ ان کے بتانے میں اپنے مَقدُور بھر دَریغ نہ کروں گی۔

چلتے ہوئے سلطانہ بیگم اصغری کو اشرَفی دینے لگیں۔

اصغری: اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ بھلا یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ میں پڑھوائی آپ سے لوں۔

سلطانہ: اَستَغفِرُ اللہ! پڑھوائی دینے کا ہمارا کیا منہ ہے۔ بِسم اللہ کی مٹھائی ہے۔

اصغری: ہاں! شروع میں تبَرُّک کے طور پر مٹھائی بانٹ دیا کرتے ہیں۔ سو اشرَفی کیا ہوگی بچّوں کا منھ میٹھا کرنے کو سیر آدھ سیر مٹھائی کافی ہے۔

یہ کہہ کر دیانت کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ایک قاب بھر کر نُکتیاں لائی۔ اصغری نے خود فاتحہ پڑھ کر پہلے حُسن آرا کو دی اور بھری قاب دیانت کو دی کہ سب بچّوں کو بانٹ دو۔

غرض دنیا سازی کی باتیں ہو ہوا کر شاہ زمانی بیگم چلی گئیں اور حُسن آرا کو اصغری کے حوالے کر گئیں۔

(ماخوذ از: مرأۃ العروس)

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) فتح اللہ خاں کی کتنی بیٹیاں تھیں؟ ان کے نام بتائیے۔

(ب) سلطانہ کے رنجیدہ رہنے کی اصل وجہ کیا تھی؟

(ج) حُسن آرا مزاج کے لحاظ سے کیسی تھی؟

(د) شاہ زمانی بیگم نے حُسن آرا کی تعلیم کے بارے میں چھوٹی بہن کو کیا مشورہ دیا؟

(ہ) اصغری نے حُسن آرا کو پڑھانے کے لیے کہاں بلایا؟

سوال۲: درج ذیل میں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) فتح اللہ خاں نے اندَور میں اَملاک خریدی:

(۱) سیکڑوں روپے کی (۲) ہزاروں روپے کی

(۳) لاکھوں روپے کی (۴) اربوں روپے کی

(ب) شاہ زمانی بیگم اُتریں:

(۱) پالکی سے (۲) رکشے سے

(۳) بگھی سے (۴) گھوڑے سے

(ج) محمد فاضل کی چھوٹی بہُو تھی:

(۱) کام چور (۲) کم عقل

(۳) عمر رسیدہ (۴) پڑھی لکھی

(د) سلطانہ بیگم چلتے ہوئے اصغری بیگم کو دینے لگی:

(۱) اشرفی (۲) بریانی (۳) کپڑے (۴) مٹھائی

(ہ) دیانت قاب میں بھرلائی:

(۱) نکتیاں (۲) اشرفیاں (۳) کھیر (۴) روٹیاں